رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰

ہندوؤں سناتنیوں بھر سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اخبار ہر ماہ کی ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

مقاصد

...ں اور برکات کا ذکر کرنا
...حقیقت ظاہر کرنا
...میں اشاعت اسلام
...کرنا
(۳) ...حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا۔

ضوابط

سالانہ عوام سے تین روپے
...ایک روپیہ بارہ آنے
...رئیسوں سے دس روپے
...سے پانچ روپے
...سے آٹھ شلنگ

جلد ۲ — اخبار نور قادیان ۵ رمضان ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۲۹ء — نمبر ۹

KHILAFAT LIBRARY

اِس انقلاب لانیوالے میں ہماری مدد کیجئے

باوانانک کے مذہب کا گورمکھی ترجمہ

اس اخبار کے صفحہ ۲ پر فہرست مضامین اور اخبارات کے ریویوز کے ملاحظہ سے آپ اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ سکینگے کہ باوانانک کا مذہب سکھوں، نانک پنتھیوں، سناتنیوں وغیرہ میں تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔ کسی مسلمان اور سکھ کا ہاتھ اس جامع کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔

جسقدر بھی زیادہ تعداد میں یہ کتاب سکھوں اور نانک پنتھیوں وغیرہ کے ہاتھوں میں جائیگی۔ اسیقدر زیادہ یہ اپنا تبلیغی اثر ڈال سکیگی۔ اور اس کا گورمکھی ترجمہ تو بلاشبہ بفضل خدا سکھوں اور نانک پنتھیوں کی کایا پلٹ دیگا۔ کیونکہ نہ صرف گورمکھی سکھ قوم کے بچے اور مستورات تک ہی پڑھی ہوئی ہیں۔ بلکہ گورمکھی زبان ان کے ہاں ایک مذہبی درجہ رکھتی ہے جس کے ساتھ ہر ایک سکھ اور نانک پنتھی کی وابستگی کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ گورمکھی میں ترجمہ کیلئے وقت اور محنت سے کام لینا پڑے گا گو میری صحت اچھی نہیں۔ مگر محض تبلیغ کی خاطر میں اس محنت کو برداشت کرنیکے لئے بخوشی تیار ہوں۔ گورمکھی ... کے چھپوائی کے اخراجات کا سوال اٹل ہے۔ اور اس کا حل اردو اڈیشن کی بکری پر منحصر ہے۔ اس بکری کا ایک حصہ یعنی منافعہ گورمکھی اڈیشن کی چھپوائی پر خرچ ہوگا۔ اسلئے اردو اڈیشن کی فروخت جس قدر بھی زیادہ ہوگی اسیقدر گورمکھی اڈیشن کیلئے سہولتیں مہیا ہو سکینگی۔

لہذا نہ صرف خود ہی بلکہ آپ کو اپنے دوستوں کے حلقہ میں بھی اسکی بکری کے لئے وسیع پیمانے پر سعی بلیغ سے کام لینا چاہیئے۔

اس وقت سکھ نوجوانوں میں مذہبی چھان بین کے متعلق ایک خاص حرکت ہو رہی ہے گرم لوہے پر ہی چوٹ ٹھیک بیٹھتی ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم سکھ نوجوانوں میں تبلیغی شوق کو ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہ کریں۔ کیونکہ ہر ایک لمحہ کی تاخیر ہمیں کامیابی سے دور لے جائیگی۔ اور سکھوں میں تبلیغ کے لئے آج باوانانک کا مذہب جیسی جامع کتاب سے بڑھ کر اور میسر نہیں آسکیگی۔ اور پھر اس کا گورمکھی اڈیشن تو سبحان اللہ سونے پر سہاگہ ہی ہوگا۔ لہذا آپ کو بہت جلد اس اردو اڈیشن کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر سکھوں اور نانک پنتھیوں میں وسیع پیمانہ پر تقسیم کرنا چاہیئے جس سے یک کرشمہ دو کار برآمد ہوں گے۔ ایک تو ایسی بے نظیر تبلیغی کتاب اپنے محل پر پہنچیگی دوم گورمکھی اڈیشن کیلئے راستہ صاف ہوگا۔ اور پھر حضرت نانک جی کا روحانی اثر صرف سکھوں نانک پنتھیوں تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ بحیثیت مجموعی تمام ہندو قوم پر ہے۔ لہذا اس کی اشاعت خدا کے کرم سے سکھوں اور نانک پنتھیوں کے علاوہ دیگر ہندو اقوام میں بھی خوشگوار تبلیغی نتائج پیدا کر سکتی ہے اسلئے آپکو ابھی سے اسے خرید کر سکھوں اور ہندوؤں میں وسیع پیمانہ پر تقسیم کرنے کیلئے فی الفور عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔

آپکے اچھے جواب کا منتظر مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

باوا نانک کے مذہب کا دوسرا اڈیشن

پہلے حجم ۱۵۰ صفحہ تھا۔ اور قیمت ۱۲ اب حجم ۲۵۰ صفحہ اور ایک عکسی تصویر کا اضافہ لکھائی چھپائی سب اعلےٰ مگر قیمت صرف ۱۲ لیکن نور کے خریداروں سے صرف ۱۲ یہی وہ کتاب ہے جس نے مذہبی دنیا میں قابل رشک قبولیت حاصل کی تھی اب اسکا دوسرا اڈیشن نہایت آب و تاب سے شائع ہوا ہے۔ اور اس میں سکھ مذہب کے متعلق اسقدر نادر تبلیغی اور مفید مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ آپ کتاب کو دیکھیں اور پڑھیں خود داد دینگے۔ بعد از ملاحظہ اگر ناپسند ہو تو ایک ہفتہ کے اندر اندر کتاب واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کتاب میلی یا کوئی ورق خراب نہ ہو گیا ہو۔ اس کے پہلے اڈیشن پر ملک کے مشہور و معروف اخبارات نے جو شاندار ریویو کئے ان کا اختصار درج ذیل ہے۔

مسلم اوٹ لک لاہور اپنے ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے اس قدر ٹھوس میٹریل اس کتاب میں بھر دیا ہے کہ کتاب کو ختم کرنیکے بعد آدمی کے دل میں یہ بات گڑ جاتی ہے کہ سکھ مذہب کا بانی قولاً و فعلاً مسلمان تھا کتاب بالکل بغیر زبان اور لہجہ میں لکھی گئی ہے یہ ایک ایسی خصوصیت ہے کہ آجکل مذہبی دنیا میں نایاب ہے اس کا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کیلئے بیحد مفید ہے۔

المنیر جھنگ اپنے ۸ جون ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایسی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے کہ جس کے دیکھنے سے فاضل مصنف کے اس دعویٰ کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔ کہ اس کتاب کے مرتب کرنے میں پانچ ہزار سے بھی زیادہ اوراق پر نظر ڈالنی پڑی ہے۔ کتاب واقعی قابل دید ہے۔

نیر اعظم مراد آباد اپنے ۱۲ جون ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ فاضل مصنف نے یہ کتاب نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ لکھی ہے۔

پیسہ اخبار لاہور اپنے ۲۴ فروری ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ ایسے لائق کے اسلحہ سے مسلح ہو کر جتنے کہ یہ ہیں جس میدان میں بھی جنگ کریں گے کامیاب ہوں گے پھر یہی اخبار اپنے ۹ جون ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ قابل مصنف نے اس ضخیم کتاب میں بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔

روزانہ سیاست لاہور اپنے ۲۸ جولائی ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ یہ مصنف کی ایک زبردست تصنیف ہے جس میں نہایت قابلیت کیساتھ جناب باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

الفضل قادیان اپنے ۵ اکتوبر کے اخبار میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت محنت اور قابلیت سے لکھی گئی ہے

خطیب دہلی اپنے ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ یہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے اس کا مطالعہ سکھوں اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے بیحد مفید ہے۔

رسالہ معارف اعظم گڑھ اپنے جولائی ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ کتاب نہایت دلچسپ معلومات اور دلائل سے لبریز ہے۔

میونسپل لاہور اپنے ۱۹ جون ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ بلاشبہ یہ ایک قابل دید کتاب ہے۔

اخبار کشمیری لاہور اپنے ۷ جون ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب جو سکھ مذہب میں تبلیغ اسلام کیلئے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ آپنے یہ کتاب لکھی ہے جسمیں نہایت قابلیت اور کمال سعی و محنت سے یہ ثابت کیا ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔ کتاب کو پڑھ کر بے اختیار مصنف کی اس جانکاہی عرقریزی اور خلوص ایثار کی تعریف کرنی پڑتی ہے

باوا نانک کے مذہب کے جلد دوم اڈیشن کی فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اس کتاب کے پہلے اڈیشن پر اخبارات کا تبصرہ	۱	۲۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت باوا صاحب کی عقیدت	۱۰۲
۲	معزز سکھ اخبارات کی شہادتیں	۱۳			
۳	متعصب آریہ اخبارات کا اعتراف	۱۴	۲۳	حج کعبہ اور حضرت باوا صاحب	۱۰۸
۴	اکابرین کی شہادتیں	۱۵	۲۴	قیامت پر ایمان اور حضرت باوا صاحب	۱۱۶
۵	دیباچہ	۱۷	۲۵	عقیدہ ملائکہ اور حضرت باوا صاحب	۱۲۰
۶	ہندوؤں کے عقائد اور سکھ مذہب	۲۰	۲۶	قرآن مجید اور حضرت باوا صاحب	۱۲۳
۷	پہلا عقیدہ وید سمرتی پران	۲۲	۲۷	چولہ اور حضرت باوا صاحب	۱۲۸
۸	دوسرا عقیدہ مسئلہ چھوت	۲۶	۲۸	باوا صاحب کا دوسرا تبرک	۱۳۴
۹	تیسرا عقیدہ تیرتھ یاترا	۳۶	۲۹	اسلام اور حضرت باوا صاحب	۱۳۹
۱۰	چوتھا عقیدہ جنیو	۴۱	۳۰	عقیدہ شیطان اور سکھ مذہب	۱۴۲
۱۱	پانچواں عقیدہ مورتی پوجا	۵۴	۳۱	مسلمانوں کی رواداری	۱۴۴
۱۲	چھٹا عقیدہ سوتک پاتک	۵۰	۳۲	صوفیا کرام اور حضرت باوا صاحب	۱۴۹
۱۳	ساتواں عقیدہ اوتار	۵۴	۳۳	حضرت باوا نانک کے چیلے	۱۵۵
۱۴	آٹھواں عقیدہ گؤ پوجا	۵۸	۳۴	حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید	۱۵۹
۱۵	نواں عقیدہ مردہ کا جلانا	۶۱	۳۵	حضرت باوا صاحب کے اسلام پر غیر جانبدار شہادتیں	۱۶۵
۱۶	دسواں عقیدہ ذبیحہ و جھٹکا	۶۸	۳۶	گرنتھ صاحب اور شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۰
۱۷	گیارہواں عقیدہ تناسخ	۷۳	۳۷	خاص ظلمت دنیا میں میرا لکھو کی معرکۃ الآرا مباحثہ	۱۷۶
۱۸	سکھوں کے پانچ ککے	۸۰	۳۸	مسلمانوں کے تعلقات سکھ گوروؤں سے	۲۰۱
۱۹	حضرت باوا نانک اور اسلام	۸۶	۳۹	شری گورو گوبند سنگھ اور مسلمان	۲۳۴
۲۰	کلمہ طیبہ اور حضرت باوا صاحب	۸۹	۴۰	مسلمان اور سکھ	۲۳۶
۲۱	نماز روزہ اور حضرت باوا صاحب	۹۴	۴۱	سکھ دہرم نماز اذان و قرآن پاک	۲۴۲

رسالہ القریش امرتسر اپنے ۱۶ جون ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب تبلیغی میدان میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ حال ہی میں آپنے ایک قابل قدر کتاب باوا نانک کا مذہب شائع کی ہے شیخ صاحب کی محنت قابل داد و لائق ستائش ہے۔ کتاب ہر نوع قابل دید ہے۔

اخبار آگرہ اپنے ۱۲ جون ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کتاب کے تیار کرنے میں حقیقت میں شیخ صاحب نے بڑی محنت سے کام لیا ہے اور اشاعت

اخبار زمیندار لاہور اپنے ۱۱ جولائی ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کتاب میں سکھوں کی معتبر کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔

رسالہ دلگداز لکھنؤ اپنے ۱۹ جولائی ۱۹۲۸ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ مولوی محمد یوسف صاحب کی یہ ایک قیمتی تصنیف ہے اور یہ قیمتی معلومات کا ذخیرہ

ملنے کا پتہ: مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّے علیٰ رسولہ الکریم

روزہ کا فلسفہ

کُتِبَ عَلَیکُم الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُون

(از قلم مولانا المکرم جناب مولوی عبد الکریم خان صاحب فاضل میرٹھی)

روزہ کے معنی

روزہ (فارسی) فاسٹ (انگریزی) برت (ہندی) صوم (عربی) ہم معنی الفاظ ہیں۔ جن کے لغوی معنے رُکے رہنے اور اجتناب کرنے کے ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں مراد یہ ہے۔ کہ خوراک یا کسی خاص قسم کی خوراک سے معینہ اوقات میں لطیب خاطر پرہیز کیا جائے۔ تاکہ نفس کشی یعنے دل کی پاکیزگی حاصل ہو۔

روزہ کی قدامت و وسعت

مذہبی تاریخ میں روزہ کا وجود عام اور وسیع ہے۔ قریب قریب سب تاریخی زمانوں اور کل مذاہب میں روزہ پایا جاتا ہے۔ کم وبیش کل مہذب اقوام خاص کر ایشیائی اقوام میں جب سے تاریخ شروع ہوئی ہے۔ روزہ ایک مسلمہ رسم تھی۔ ایرانیوں میں اسکی عزت تھی۔ آرمینیا۔ کردستان۔ ایشیائے کوچک۔ فلسطین میں یہ رسم پائی جاتی تھی۔ اہل فارس۔ چینی۔ ہندو اس رسم کو غیر معمولی سختی سے برتتے تھے۔ مصر میں بہت کم ہونے پر بھی کچھ عرصہ تک روزہ رکھنا ضروری تھا۔

سیام میں ہر اہم بالشان کام سے پہلے روزے رکھے جاتے ہیں۔ جاوہ میں روزہ موجود ہے۔ تبت میں روزہ موجود ہے۔ قدیم یونان میں بھی روزے رکھے جاتے تھے اور قدیم روما میں بھی روزہ کی رسم موجود تھی۔ نینوا والے بھی کبھی کبھی روزہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے جانوروں کو بھی فاقہ کراتے تھے"۔

(چیمبرز انسائیکلوپیڈیا)

"روزہ کا پرانی سے پرانی تاریخی اقوام میں پتہ چلتا ہے شام میں جب سے مذہب یہود قائم ہوا۔ روزہ کا رواج رہا ہمسایہ قوموں مصر فونیشیا۔ نینوا میں بھی روزہ رکھتے تھے مشہور مورخ ہیروڈوس صحرا افریقہ میں بھی اس کا رواج بتاتا ہے۔ بقول پورفوری مصری ہمیشہ کئی دن اور بعض اوقات کئی ہفتہ روزے رکھتے تھے۔ یونان میں روزے کی پابندی بڑی سختی سے کی گئی تھی۔ روم میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا۔ پیروان فیثاغورث چالیس دن کے روزے رکھتے تھے۔ مشرق کے براہمن بھی روزہ رکھنے میں مشہور ہیں۔ مسلمانوں کے درویشوں کی ریاضت بھی تعجب انگیز ہے"!

"یہودی روزہ رکھنے میں مبالغہ کرتے تھے۔ اور نہایت سختی سے کام لیتے تھے"!

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

مختلف قوموں کے روزوں کا مجمل تذکرہ

"پارسی" پارسیوں میں باعتبار ایام ہر ماہ میں چار دن روزہ رکھنے گئے ہیں۔ اور ان کا گیارہواں مہینہ بھی اسی مطلب کیلئے ہے۔ عام مفہوم صرف یہ ہے کہ پرندہ چوپایہ کے گوشت سے پرہیز کیا جائے۔ مچھلی انڈا وغیرہ جائز ہے۔ البتہ پیشوا اور متوغلین مذہب گھی اور مکھن تک نہیں کھاتے صرف نباتات پر ہی بسر کرتے ہیں کیونکہ زرتشتی مذہب میں بالکل کسی چیز کا بھی نہ کھایا جانا گناہ ہے۔

ہنود کے روزے

برہمنی مذہب میں مہینے کی دونوں اکادشیوں میں وشنو مت والوں کے یہاں اور ہر مہینے کے ہر تیسرے کو شیومت والوں کے یہاں روزے رکھے جاتے ہیں۔ بعض اکادشیوں کے روزے بہت ضروری ہیں۔ اور بعض کم ضروری ہیں گنیش جی کا روزہ ہر مہینے کی چوتھ کو ہوتا ہے۔ مگر چار اکادشیوں کی طرح چوتھیں بڑی بڑی اور اہم ہیں۔ رام نومی نرسنگھ چودس بہادوں کی سنتائیس نہا لکشمی نو درگا کے علاوہ اور بھی روزے ہیں۔ پھل اور دودھ کے مرکبات جائز ہیں۔

یہود کے روزے

"موجودہ یہودی مذہب میں مختلف اوقات میں ۳۸ روزے ضروری ہیں۔ اس مذہب میں بعض روزوں میں ہر قسم کی ہر ایک غذا سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اور بعض میں صرف گوشت وغیرہ سے

عیسائی

"عیسائیوں میں روزوں کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ لیکن عملاً قریب قریب سب عیسائیوں میں روزہ کا حکم ہے۔ الا مختلف فرقوں میں تعین ایام میں اختلاف ہے۔ سب سے زیادہ یونانی کلیسا میں ہیں اس کے بعد رومن کیتھولک کا درجہ ہے۔ پراٹسٹنٹ میں سے انگلش چرچ میں سب سے زائد ہیں۔ باعتبار اجتناب کے عیسائیوں میں بعض روزوں میں گوشت کھا سکتے ہیں۔ بعض میں ہرگز نہیں۔ انگلش چرچ میں روزہ برائے نام ہے۔ رکھنے نہ رکھنے کے بارہ میں ہدایتیں خاموش ہیں۔ جس شخص کے نزدیک جو نا پسندیدہ ہو۔ اس کے نہ کھانے کا نام روزہ ہے اس کا انتخاب بھی ہر ایک کی مرضی پر ہے۔ غرض چرچ آف انگلینڈ میں کوئی خاص قاعدہ روزہ رکھنے کے متعلق نہیں ہے ہر شخص پر اس کا تصفیہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ مگر تاریخ سے ظاہر ہے۔ بعض عیسائی بہت عرصہ تک خوراک سے پرہیز کرتے تھے۔ بعض صرف غذا سے۔

انبیاء وحکماء کے روزے

انبیاء علیہما السلام بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ مشہور ہے حضرت موسےٰؑ حضرت عیسےٰؑ حضرت دانیالؑ حضرت الیاسؑ کے روزوں کا ذکر بائیبل میں موجود ہے۔ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کی کثرت کا حال کتب احادیث میں بخوبی بیان کیا گیا ہے۔ روزہ کو تمام انبیا ضروری اور مفید جانتے تھے۔ حکما بھی علمی رنگ میں روزہ کی اہمیت و عظمت کے قائل رہے ہیں۔ جیسا کہ حکیم فیثا غورث کی روشن مثال سے ظاہر ہے۔

روزہ کی ابتدا

جیسا کہ اکثر چیزوں کی ابتدا معلوم کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ شروع

KHILAFAT LIBRARY

مدت کا تاریک پردہ ماضی پر پڑا ہوا ہے۔ اس لئے صحیح طور پر کوئی خاص زمانہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ بوثوق کہا جا سکتا ہے۔ روزہ کی ابتدا غالباً اس وقت سے شروع ہوئی جبکہ انسان کو معلوم ہوا کہ غذا کے اجتناب سے بعض اوقات صحت پر بہت مفید اثر پڑتا ہے۔ اور یہ کہ جسم کو روح کا تابع ضرور رکھنا چاہیئے۔

مفہوم میں فرق

روزہ اگرچہ سب مشہور مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ مگر اس کے مفہوم میں کچھ فرق ہے۔ تعین وقت میں جو تفاوت ہے۔ چند گھنٹوں سے لیکر چالیس دن تک کی مدت ہے۔ کیفیت اجتناب میں بھی بہت افتراق ہے بعضوں میں تو قطعی پرہیز ہے۔ بعض میں خاص غذاؤں سے غرض روزہ تو مشترک ہے۔ مگر خواص میں باہم بہت کچھ فرق ہے پس ایسی مخالفت میں اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ باعتبار طبیعت و خلقت انسانی اور بلحاظ مقصد و ثلث نمائی کونسا روزہ سب سے زیادہ موزوں ہے

اسلامی روزہ

منصفانہ تحقیق کا فیصلہ یہ ہے کہ مذہب اسلام کا روزہ نہایت معتدل اور موزوں ہے۔ نہ تو اس قدر سہولت اور وقفہ ہے کہ فاقہ بالکل محسوس نہ ہو۔ نہ اس قدر طوالت ہے۔ کہ ناقابل برداشت ہو۔ یا بمشکل برداشت نہ کیا جا سکے۔ باعتبار اجتناب بھی نہایت بے بہا ہے کہ سب کو جمیع اقسام سے ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ بغیر خود تکلیف اُٹھائے۔ خالق کی رحمت کا اور خلائق کی محبت کا جذبہ جوش میں نہیں آ سکتا۔ اختلاقی کیفیت اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ تفرق و اختلافی صورت میں ہرگز وہ فرحت و مسرت نہیں ہو سکتی۔ تمام قوم کی ایک نیت اور متحد حالت سے جو خوشی حاصل ہو سکتی ہے وہ افراد کی خوشی کو دوبالا اور قومی زندگی کو اور بھی قوی کرتی ہے۔ اور کافی نعم البدل کسی ضرر کا ہے۔ اگر بالغرض کوئی ہو۔ افطار اور عید کے انبساط کو وہ غافل و مغرور افراد اور خاندان محسوس نہیں کر سکتے۔ جو تعمیل ارشاد میں عملی حصہ نہیں لیتے الغرض روزوں کا تفرق و منتشر ہونے کے بجائے یک جائی اور اجتماعی ہونا بالضرور انفرادی خوشی کو دوبالا اور قومی زندگی کو تر و تازہ کرنے والا ہے۔

ماہ رمضان کی تخصیص

یہی وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے۔ جس میں اس جلیل المنزلت کتاب کا نزول شروع ہوا جس نے دنیا کی حالت میں تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ اور بنی آدم کو خونریزی (عرب) کاہلانہ عیاشی (ایران) بے رحمی جدال و قتال (روم و ایران) وحشت و بربریت (یوروپ و افریقہ) جہل و جمود (چین و ہندوستان) کے تاریک غار سے نکال کر شاہراہ ترقی پر ڈال کر اور تہذیب و تمدن کے وسیع میدان میں جا پہنچایا۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وہ رمضان کا مہینہ ہے۔ جس میں قرآن شریف آدمیوں کی راہنمائی کیلئے اُتارا گیا۔ غرض ماہ رمضان میں تخصیص عبادت کا خاص سبب یہ ہے۔ کہ یہی وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں مہر منیر ماہ اسلام کی کرن چمکی یعنی قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔

روزہ کی اہمیت

کوئی گروہ قائم نہیں رہ سکتا جب تک اس کے ارکان کے کچھ فرائض اور علامات معین نہ ہوں۔ نہ کوئی سوسائٹی اس وقت تک سوسائٹی کہلانے کی حق دار ہے جب تک مقررہ فرائض کی پابندی نہ کی جائے۔ مگر قاصر ہونا اور شے ہے۔ اور محل قرار دیکر نظر انداز کرنا اور چیز ہے۔ روزہ مذہب اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ جمیع مذاہب میں کم و بیش اس کا وجود موجود ہے۔ بانیان مذاہب کے علاوہ اہل عقل و حکمت کے نزدیک بھی روزہ مستحسن مانا گیا ہے۔ آزاد خیال افراد کو محسوس کرنا چاہیئے۔ کہ ہم سرکاری فرض اور ڈاکٹروں کے تمام حکموں کی تعمیل لازم سمجھتے ہیں خواہ وہ ہمارے فہم میں نہ آئیں۔ اور طبیعت پر شاق گذریں۔ پس تمام احکام کا مرضی کے موافق ہونا اور پورے طور پر سب کچھ سمجھ میں آ جانا لازمی نہیں ہے چہ جائیکہ روزہ کا دنیوی اور مادی فائدہ بدیہی اور یقینی ہے

کم خوری

انسان کم خوری سے شیطانی قوای پر بہ آسانی قابو پا سکتا ہے۔ اور اس کے رحم و کرم کا خاصہ بڑھ جاتا ہے۔ حواس باطنی اور قوای دماغی زیادہ تر اچھی طرح سے کام کرنے لگتے ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان کے اعضا اور قوای کی نشو و نما پر اس کی غذا کا بالخاصہ برابر اثر پڑتا ہے۔ آدمی جیسا کہ کھاتا ہے۔ ویسا ہی بنتا ہے حیوانی غذا سے دلیری کو طاقت ہوتی ہے۔ اور نباتاتی غذا سے حکیمانہ خیالات پرورش پاتے ہیں۔ اسی طرح پُرخوری سے کاہلی اور معدہ کی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ یہ یقینی اور قطعی ہے۔ کہ غذا کی احتیاط سے حواس ظاہری و باطنی اچھی طرح کام کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں اوقات معینہ میں بھوکا رہنا حواس باطنی کی شگفتگی کا خاص ذریعہ ہے۔

روزہ کا فاقہ محض ایک خفیف تغیر پیدا کرتا ہے۔ العادۃ طبیعت ثانیہ کے مطابق اگر کوئی مضرت ہو سکتی ہے۔ تو وہ بھی سب عادت سے جاتی رہتی ہے۔ دنیا میں ہزارہا انسان ایسے ہیں۔ جو صرف ایک دفعہ کھانے کے خوگر ہیں۔ مگر ان کی صحت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور تاریخ کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ متقی و پرہیزگار زیادہ تر عمر طبعی کو پہنچتے ہیں۔ غرض کوئی دلیل ایسی نہیں ہے۔ جو روزہ کو عقل و حکمت کے خلاف ثابت کر سکے بلکہ اس کے فوائد و منافع بدیہی اور نمایاں ہیں۔

توجہ الی اللہ

روزہ ہمیشہ سے ہر مذہبی طریقہ کا ایک جزو لاینفک رہا ہے۔ تمام مذاہب نے روزہ کی تعلیم کی تاکید کی ہے اور جن بزرگوں نے کبھی دنیا کے کسی حصہ میں روحانی عظمت حاصل کی انہوں نے اس کی تعمیل پر اصرار کیا ہے یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ حدود واجبی کے اندر جس قدر جسمانی قوت و توانائی میں ضعف ہوتا جائیگا۔ روحانی طاقت میں تیزی و بیشی ہوتی جائیگی۔ جب ہمارا معدہ خالی ہوتا ہے۔ تو ہم نہایت سہولت سے غور و فکر کر سکتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے سچ کہا ہے۔

اندروں از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی

خدا کا شکر کرنا ہے۔ تو اسکی نعمت کی قدر کرنی لازم ہے

KHILAFAT LIBRARY

جب صادق اشتہا ہو تو کھاؤ۔ کہ بری سے بری غذا تم کو اچھی معلوم ہو۔ کھانا خوش ذائقہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بھوک اسے خوش ذائقہ بناتی ہے۔ ہر شخص فطرۃً عمدہ غذا کا طالب ہے۔ اور دولت کی کثرت و فراوانی کے ساتھ مدارج بڑھتے جاتے ہیں۔ مگر روزہ دار حکم الٰہی کے تابعدار ہونے کے باعث اپنی حالت میں خوش ہے۔ جو مزہ اسکو حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے عیسائی مذہب کے ایک پیشوا کا قول ہے۔

"جب کوئی روزہ رکھتا ہے۔ تو اس کی طبیعت ادہر ادھر کے تعلقات سے یکسو ہو کر خدا کا دہیان کرنے کے قابل ہو جاتی ہے"۔

نیز دانایان فرنگ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ کہ روزہ کا استعمال گاہے گاہے مفید ہے۔ اس سے طبیعت عبادت اور توجہ الی اللہ کے واسطے تیار ہوتی ہے"۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

نیک چلنی

نیک چلنی ایسا جوہر انسانی ہے جس کی تعریف میں تمام دنیا رطب اللسان ہے۔ مشہور انگریز سموئل سمائلز لکھتا ہے۔ "نیک چلنی ہی زندگی کا فخر و تاج ہے۔ انسانی مقبوضات میں نیک چلنی ہی سب سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ یہ انسان کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ یہ ایسی جائیداد ہے۔ کہ جس کی ملکیت میں آگئی۔ گویا اس نے حکومت حاصل کر لی"۔

اخلاق انسانی کی جلا کرنے والی روزہ سے زیادہ آسان تدبیر محال ہے۔ انسان میں دو متساوی طاقتیں نیکی و بدی کی ہیں۔ جنکو قویٰ ملکوتی یا رحمانی اور قویٰ بہیمی یا شیطانی کہا جا سکتا ہے۔ اور ان کا ظہور ہر معاملہ میں روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ یہ بھی مسلمہ ہے جسکو کام میں لایا جاتا ہے۔ اسکو قوت ہوتی ہے۔ اور بیکار قوت بتدریج ضعیف ہو کر معدوم ہو جاتی ہے۔ خواہش نفسانی برائی کی طرف رہبری کرتی ہے۔ روزہ میں اس مضر قوت سے کمزوری آجاتی ہے۔ اور قوائے رحمانی کو قوت ہوتی جاتی ہے۔

حقیقت میں روزہ نیک چلنی جیسی مفید صفت کو حاصل کرنے کے واسطے ایک آسان طریقہ ہے۔ سکندر اعظم کا اتالیق حکیم ارسطو بعض مرتبہ اپنے شاگرد کو فاقہ دیکر کھانا دیتا تھا۔ دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا میری منشا یہ ہے تاکہ سکندر کو بھوک کی تکلیف کا اندازہ ہو۔ اور بھوکے پیاسے ابنائے جنس کو بجائے حقارت کے شفقت کی نظر سے دیکھا جائے۔ اور ان کی مدد کی تحریک ان کے دل میں پیدا ہو۔

ہمدردی

روزہ میں بے شمار جسمانی اور روحانی فوائد ہیں۔ بھوک کی برداشت اور حرص پر غالب آنے کی عادت فی الحقیقت اعلےٰ درجہ کی تربیت ہے۔ دوسروں کی مصیبت کا اندازہ ہوتا ہے

قدرے عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

روزہ ایک سبق ہے۔ جو خداداد نعمتوں کا شکریہ سکھاتا ہے۔ ہم کو عیش و تنعم میں غریب و مفلس بھائیوں کی تکلیف کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ محتاجوں مسکینوں یتیموں اور بیواؤں مسافروں کی کلفت و صعوبت کا ہم کیا احساس کر سکتے ہیں۔ والدین کی خدمت اور اقربا کی معاونت یتیموں کی دستگیری۔ مساکین کی خبر گیری مسافروں کی اعانت عین قانون قدرت کے مطابق ہے۔ بقدر توفیق ہم پر فرض ہے۔ کہ اپنی عارضی تکلیف پر قیاس کر کے اپنی استطاعت کے موافق اہل حاجت کی معاونت کیجائے

حفظ صحت

روزہ حفظان صحت کے لئے بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ جس طور پر بھی روزہ رکھنا انسان کی صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ انسان کے علاوہ حیوانات بھی بلکہ نباتات میں روزہ کی ضرورت پائی جاتی ہے تمام ذی روح دنیا میں روزہ کا نشان پایا جاتا ہے۔ گو صورت مختلف ہے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں روزہ ایک قدرتی قانون ہے۔ جس سے انحراف کرنے میں اپنی ہی تباہی متصور ہے۔

روزہ سے رطوبات فاسدہ اور سواد غلیظ خارج ہو کر تمام جسم کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔

"روحانی پاکیزگی کے علاوہ جسمانی صفائی کا اعلےٰ ذریعہ ہے۔ جس کی طبیبوں کو بھی ضرورت محسوس ہوئی ہے"۔

بھوک پیاس کی تکلیف کیوں ہم کو ہوا دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ زکام کھانسی۔ بلغم بدہضمی۔ معدہ کی تمام بیماریوں کا صرف یہی ایک حکمی علاج ہے۔ حضور صلعم رمضان شریف کی بھوک پیاس پر تو ہزار دل خوشیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔

آدمی کی طبیعت صحیح اور مزاج درست رکھنے کے لیے کس طرح کا تنقیہ ضرور ہے۔ مزاج کے تنقیہ کے لئے فاقہ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ فاقہ کچھ بیماری ہی کی موجودگی پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ بطور حفظ ما تقدم استقبال مرض کیلئے بہترین دوا ہے۔

کھانا جسم کی پرورش کے لئے ہے۔ نہ کہ وبال جان کے لئے۔ بار بار کھانا مفید نہیں ہے۔ بلکہ غذا کا ہضم کرنا سودمند ہے۔ طب یونانی کی رو سے ۱۶ گھنٹہ بعد غذا مناسب ہے۔ حالانکہ روزہ کا زمانہ اوسط ۱۴ گھنٹہ ہے۔ روزہ سے صحت کو بہت تقویت ہوتی ہے جذبات و اخراج رطوبات فاسدہ میں روزہ مسہل کا کام دیتا ہے۔ معدہ کو ہر سال خود بخود درست کر دیتا ہے۔ حفظان صحت کا بڑا اصول روزہ کے ذریعہ سے قائم کیا گیا ہے۔

مستعدی

دنیا کے ہر کام میں مستعدی اور جفاکشی کی ضرورت ہے تکلیف برداشت کرنا سپاہی کا جوہر ہے۔ امور دینی و دنیوی میں مستعدی اور سرگرمی لازم ہے۔ کاہل آدمی گویا اپنی خلقت سے ناواقف ہے۔ روزہ سے یہ بھی مقصود ہے۔ کہ لوگ بھوک کی تکلیف برداشت کرنے کے عادی رہیں۔ وقت آجائے تو گرسنگی ادائے فرض میں حارج نہ ہو۔ ایک مہینہ اس کی مشاقی کے لئے رکھا گیا ہے۔

روزہ کی حقیقت

روزہ کچھ کھانے پینے سے علیحدہ رہنے کا نام نہیں ہے۔ روزہ ممنوعہ اور بیہودہ امور سے باز رہنے کا نام ہے۔ اگر کوئی تم سے شرارت اور جہالت سے پیش آئے تو کہدو کہ "بھائی میں تو روزہ دار ہوں۔ میں تو روزہ دار ہوں"۔

"جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ کے مطابق عمل کرنا ترک نہیں کیا۔ خدا کو اس کے ترک غذا سے کوئی مطلب نہیں"

KHILAFAT LIBRARY

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کھانے اور پینے اور مخصوص خواہش نفسانی سے باز رہنا نہیں ہے۔ بلکہ روزہ کا منشا اور حقیقی مدعا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو ان تمام کاموں سے بچائے۔ جو اخلاقی خرابیوں اور خلاف انسانیت فعل کا باعث ہوں روزہ صرف اس لئے شروع ہوا ہے۔ کہ انسان کے اخلاق مہذب ہو جائیں جس سے یہ غرض پوری نہ ہو۔ اس کا روزہ بے لطف اور ناقص ہے۔ کتنے روزہ دار ایسے ہیں۔ کہ بجز بھوک پیاس کے روزہ سے انہیں کچھ حاصل نہیں۔ اور کتنے عبادت گذار شب بیدار ایسے ہیں۔ کہ رات بھر عبادت کرنے سے ان کے لئے نتیجہ نہیں۔

انسان کو لازم ہے کہ اچھی عادتیں جن سے طبیعت میں بلکہ روحانیت میں ترقی ہوتی ہو۔ اور دل میں فلسفہ اخلاق راسخ ہو جائے۔ اختیار کرے۔ حیوانیت کا غلبہ ہمارے رگ و ریشہ میں پیوست ہے۔ خواہش نفسانی کا انہماک صریح نشان ہے۔ لہذا اس کے مغلوب اور دبانے کا لازمی طریقہ اور یقینی نتیجہ یہ ہے۔ کہ نفس میں روحانیت کا ظہور ہو۔

روزہ کی تکمیل

روزہ دار کو یہ بھی موکد شرعی ہدایت ہے کہ جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے۔ بہتان لگانے اور دیگر ذلیل نفسانی خواہشات کے ارتکاب سے روزہ فوت ہو جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ روزہ اخلاقی عیوب کو رفتہ رفتہ ترک کرنے کی عادت ڈالنے کے واسطے ایک سہل ترین نسخہ ہے۔ روزہ دار صبر جیسی اعلےٰ صفت کا پورا عادی ہو جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ بھوک پیاس کی مصیبت کبھی پیش آئے تو روزہ دار اسکو صبر و تحمل سے برداشت کر سکتا ہے۔ جو ایک آدمی سے دشوار بلکہ محال ہے۔ غرض روزہ کی کامل پابندی پاکیزگی بردباری ہمدردی نفس کشی جیسی اعلیٰ اخلاقی اور تمدنی صفات کا رفتہ رفتہ عادی کر دینے کا بہت آسان آلہ ہے۔ وہ دروغ گوئی اور اتہام یا دیگر نفسانی رذائل اور اخلاقی معائب کی نہایت سہل طور پر بیخ کنی کر دیتا ہے۔ روزہ میں اور بہت سے روحانی اخلاقی تمدنی غرض کہ دینی اور دنیوی فوائد مضمر ہیں۔

روزہ میں جس قدر صدق و خلوص ہوگا۔ اسی قدر مدارج بلند ہوں گے۔ اور عاقبت میں اجر عظیم ہوگا۔ روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر غصہ کیا جائے فتنہ فساد مچایا جائے عیب جوئی اور دروغ گوئی کی جائے۔ خواہش نفس ظاہر ہونا۔ جائز خواہشات کو ضبط کرنا بھی ویسا ہی ضروری ہے۔ جس طرح آب طعام وغیرہ سے پرہیز کرنا

ہم سب عادت کی قوت سے آگاہ ہیں خواہ وہ مستحسن ہو یا قبیح روزہ کا عملی احترام روحانی قوت کو حیوانی خواہشات پر غالب کر دیتا ہے۔ اور روح کو بالخالصہ خدا کی جانب رجوع کا موقعہ میسر آتا ہے روح انسانی اور ذات باری کے درمیان قربی اور گہرا تعلق کس درجہ مفید ہے۔ گناہ اور بیماری میں مبتلا ہونا کس قدر آسان ہے۔ کیسے پائیدار اور وسیع الاثر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ اگر صدق و عرفان سے عمل کیا جائے۔

"ظاہری روزہ یہ ہے۔ کہ طعام وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ لیکن معنوی روزہ توجہ الی اللہ کا نام ہے ظاہری روزہ دار منہ بند کر لیتا ہے۔ کہ کوئی چیز نہ کھائے۔ لیکن معنوی روزہ دار آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ خدا کے سوا کسی طرف نظر نہ ڈالے۔ بلی بھی روزہ رکھتی ہے۔ جو شکار کیلئے چپ چاپ لیٹ جاتی ہے۔ اس لغو خیال نے سینکڑوں لوگوں کو خراب اور اہل جود و صوم کو بدنام کر دیا ہے۔"

(مولانا روم)

رمضان المبارک کی اہمیت

رمضان المبارک مسلمانوں کا مہینہ ہے کہ مسلمان اپنے افعال بد سے دستکش ہوں اور نیک کام اختیار کر کے جسم و روح کو پاک کریں صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے۔ کہ اس میں کچھ نہ ڈالو بلکہ سر آنکھ۔ کان۔ زبان اور ہاتھ پاؤں سب کا روزہ ہے۔ دماغ کو برے خیالات سے باز رکھو آنکھ کو بدنظری سے بچاؤ۔ زبان کو گندی باتوں کی آلائش سے صاف رکھو۔ ہاتھ پاؤں کو ظلم و تعدی سے بچاؤ۔

بقاء شخصی کے لئے غذا اور بقاء نوعی کے لئے ہم خوار ہونا ضروری ہے۔ جب ضرورت ہونے پر رضاء الٰہی کے سبب خدائی حکم کی تعمیل میں ایسی ناگزیر حوائج سے کوئی شخص بالارادہ اور بخوشی تارک ہو تو وہ دیگر ممنوعات کا مرتکب کیوں ہوگا؟ نیز ہر شخص پر دوسروں کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اوروں کی دیکھا دیکھی نیکی کی تحریک محکم ہوتی ہے۔

برائی سے بچنے کے لئے عقل مذہب اور قانون شعور کی صاف و صریح ہدایات موجود ہیں۔ مگر بہت ہی کم ہیں۔ جو اثر پذیر ہوتے ہیں۔ اور الٰہی احکام کی پرواہ کرتے ہیں۔ پس موت سے پہلے کوئی وقت ایسا آنا چاہئے جس میں انسان اپنی اصلاح کر سکے۔ اور آخرت میں ندامت نہ اٹھائے۔ اس اہم غرض کے لئے رمضان کا مہینہ مخصوص ہوا۔ برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے اختیار کرنے کی مفصل فہرست اس کو دی گئی۔ مگر اس پر بھی کوئی محافظ و نگران تھا۔ کہ ہر وقت اسے ہانکتا اور یاد دلاتا رہتا۔ پس اس مطلب کے لئے بھوکے رہنے کا کیمیائی نسخہ تجویز کیا۔

بھوک پیاس سے زیادہ کوئی چیز انسان کی اصلاح کرنے والی نہیں ہے۔ اگر ہے تو موت ہے۔ مگر مشکل ہے تو یہ ہے۔ کہ بعد موت کے انسان لاچار محض ہے کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اسلئے وہ چیز تجویز ہوئی جو موت کا نمونہ جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ روزہ کے سوا اور کوئی ایسا طریقہ نظر نہیں آتا۔ جس سے ہم اپنی اصلاح موثر طریقہ پر ساتھ ساتھ کرتے جائیں۔

پس یہ کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص سال میں ایک مرتبہ نیک خصلت رہے۔ اور گیارہ مہینے تک کسی ہوشمند پر اثر نہ کرے۔ جو آدمی ایک ماہ میں اپنی اصلاح کا خیال رکھے عادت خود اس کی معین و یاور ہو جاتی ہے۔ اور ایک عرصہ تک اتنا اثر دکھلا سکتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ انسان میں دو قوتیں بہیمی اور

ملکوتی ہیں۔ ان دونوں کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھنا اور ترقی دینا کمال انسانیت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ ہر مذہب کی غالباً یہی غایت ہے۔ مگر اسلام میں اعتدال کا سب سے زیادہ بڑھ کر خیال رکھا گیا ہے۔

اسلامی روزہ نہ اس قدر آسان ہے۔ کہ برائے نام ہو نہ اس قدر دشوار کہ برداشت نہ ہو سکے۔ غرض روزہ سے قوت ملکوتی پر ترقی ہوتی ہے۔ اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔

رمضان شریف میں صحت کی خاص احتیاط

ہر حال میں کمی بیشی خطرناک ہوتی ہے۔ پس رمضان المبارک میں اعتدال کا خیال نہ رکھنا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس واسطے خاص خاص احتیاط کا لحاظ واجب ہے افطاری میں ثقیل لبطی الہضم غذاؤں سے اجتناب کرنا چاہیئے ملائم اور سریع الہضم غذاؤں کیساتھ افطار ہو وہ بھی کم مقدار میں نصف شکم کھانیکے بعد ہی دستر خوان سے کھڑا ہو جانا چاہیئے معدہ پر اتنا بوجھ ہرگز نہ ڈالو کہ گرانی محسوس ہونے لگے۔ طویل بیکاری کے بعد جب کہ اعضاء ہاضمہ کو کام ملے تو آسان ہو۔ تاکہ انجام تک کوئی خلل اور دشواری نہ پیش آئے۔ افطار کے وقت ملائم غذا کی اسلئے ضرورت ہے تاکہ دفعتہً قوی غذا سے معدہ کو تکلیف نہ ہو۔ اور غذا کے سب ہضم بہ آسانی مکمل ہو جائیں۔

تراویح سے بعد فوراً سو جانا واجب ہے تاکہ چار پانچ گھنٹے کی معقول نیند کا موقعہ حاصل ہو۔ زیادہ جاگنا نہایت مضر اور ضرر رساں ہے۔ اعصاب میں خطرناک کمزوری سے زندگی کی چولیں ہل جاتی ہیں۔

سحری میں کافی مقوی غذائیں کھانے کا کچھ لقمے ہی نہیں۔ بلکہ مقوی غذا کا استعمال ہی جائز ہے لیکن اعتدال کا خیال پھر بھی واجب ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شام و سحر کے کھانوں پر جو بار بار اور لگاتار گلاس کے گلاس پانی کے چڑھائے جاتے ہیں۔ ان سے ہضم کو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اور کھانے کی زیادتی سے مضرت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

سحری کے بعد جاگنے چلنے پھرنے اوّل وقت نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر قیلولہ کرنے سے تمام ضروری افعال طبعی سے انسان فارغ ہو سکتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

باوانانک کا مذہب سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین کتاب ہے

جناب مولوی لعل خاں صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کھاریاں لکھتے ہیں۔ کہ

حبّی فی اللہ جناب اخویم شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ادب سے گذارش ہے کہ گو یہ عاجز ۱۹۲۲ء سے سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انجمن احمدیہ کھاریاں کا خادم یعنے جنرل سیکرٹری بھی ہے۔ اور چار سو روپے کے قریب کی کتب سلسلہ خرید کر مطالعہ کر چکا ہوا ہے مگر آپ کی قابلیت اور تصانیف و خدمات حسنہ سے بالکل لاعلمی رہی (نور یہ آپ کا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم) اور چند ماہ سے اخبار نور کے موصولہ پرچہ جات کے مطالعہ سے اور بالخصوص آپ کی تصنیف حضرت باوانانک صاحب کا مذہب اڈیشن ثانی (جو جلسہ سالانہ کے اختتام پر آپ کے آفس میں پہنچکر آپ کے صاحبزادہ محمد موسےٰ خاں صاحب سے خرید اتھا) کے مطالعہ سے کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی واقعی یہ کتاب سکھ بھائیوں اور مسلم بھائیوں میں اتحاد و صلح کے لئے ایک مستحکم بنیاد ہے۔ اور جانبین کے درمیان سے منافرت و مغائرت کو ہٹا دینے والی ہے۔ مگر جب تک اس کی کثرت سے فروخت و اشاعت نہ ہو۔ وہ مفاد و نتائج ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ جن کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔

جناب شیخ صاحب! جب اس کتاب کے صفحہ ۲۴ پر دسویں سطر کے الفاظ نظر سے گذرے۔ تو سخت صدمہ دل پر پہنچا۔ اور رقت پیدا ہوئی۔ اور جو کچھ میرے دل کی کیفیت ہوئی۔ وہ آئندہ کسی وقت فرصت پاکر تحریر کروں گا۔ جو درج اخبار ہوگی۔ اور قوم کی توجہ کا انشاء اللہ تعالیٰ موجب ہوگی۔

شیخ صاحب میرا دل تو چاہتا ہے کہ آپ کی نہایت غیر معمولی خدمت کروں۔ مگر غریب آدمی ہوں۔ سوائے پیشہ عرائض نویسی کے کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ عیالداری زیادہ ہے۔ اور آمدنی کمتر ہے۔ اپنا گذارہ بھی پیشہ مذکور سے نہیں چلتا۔ جس وجہ سے مقروض اور زیر بار رہتا ہوں۔ تاہم جہاں تک ہو سکا اپنوں بیگانوں کو اخبار نور اور آپ کی کتب کی خرید کیلئے راغب کرتا رہوں گا۔

(دعاء اور درد دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مالی مشکلات دُور فرمائے۔ اور حسنات دارین کا وارث بنائے۔ نور)

گکروں کا ایک آسان علاج

(جناب ویدد ھجارام اعظم ایڈیٹر امرت پتیالہ دہلی کے قلم سے)

آنکھوں میں گکروں کا پیدا ہونا ایک عام مرض ہے کہ جو ہندوستان میں بکثرت پھیلا ہوا ہے۔ اور ملک کی زیادہ تر پڑھی لکھی آبادی اس میں مبتلا ہے۔ اس نہایت تکلیف دہ مرض کو دُور کرنے کیلئے مریض بہت سا روپیہ اور قیمتی وقت صرف کرتے ہیں۔ لیکن تسلی بخش فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اس مرض کو دُور کرنے کے لئے ایک نہایت آسان اور بغیر کسی قیمت کے تیار ہونے والا نسخہ نور کے پریمیوں کی نذر کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اس مرض میں مبتلا لوگوں کا بغیر کسی خرچ کے بھلا کر سکیں یا بہت تھوڑے خرچ پر ان کو فائدہ پہنچا سکیں۔

بغیر کسی دوسری چیز کی ملاوٹ کے بھینس کے گوبر کو اُپلے بنا کر خشک کریں۔ اور جلا کر راکھ بنائیں اور اس راکھ کو چار گنا پانی میں گھول کر کپڑے میں سے چھان کر کسی تانبہ (بغیر قلعی شدہ) کے برتن میں رکھ دیں دو تین گھنٹے کے بعد جب پانی نتر جائے اور راکھ تہ نشین ہو جائے تو نترے ہوئے پانی کو بہ آہستگی الگ حاصل کر کے تانبہ کے برتن میں ڈال کر ہی آگ پر چڑھائیں۔

جب سب پانی جل جائے۔ تو برتن کو آگ پر سے اتار کر برتن میں لگے ہوئے سفید رنگ کے کھار کو کھرچ کر باریک پیس کر شیشی میں ڈال رکھیں۔ لکروں کیلئے عجیب دوائی ہے۔

ایک حصّہ یہ کھار دو حصہ سیاہ سرمہ میں ملا کر اس قدر کھرل کریں۔ کہ آنکھوں میں ڈالنے کے قابل ہوجائے۔ صبح و شام سرمچو سے آنکھوں میں لگانا لکروں کو دُور کرتا ہے۔ دو رتی کھار کو ایک اونس مقطر پانی میں یا عرق گلاب میں حل کرکے رکھیں۔ اور صبح و شام اسکی دو دو بوند آنکھوں میں ڈالیں۔ یہ کھار خالص بھی آنکھوں میں ڈالا جاسکتا ہے۔ لیکن تیز معلوم ہوتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

ابطال الوہیت مسیح

مسیحی صاحبان ہمیشہ سے الوہیت مسیح پر بہت زور دیتے چلے آرہے ہیں۔ اور بیسیوں مبلغ اور سینکڑوں رسالے اس کی تائید میں شائع کرچکے ہیں۔ اور سالہا سال ہزاروں روپے اسی بات کو ثابت کرنے میں صرف کر رہے ہیں لیکن ہمارے نزدیک ان کا یہ دعوےٰ کرنا کہ (یسوع مسیح خدا ہیں) بغیر برہان کامل کے کوئی غیر معمولی حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ لوگوں کی نظروں میں اس دعوےٰ کی ہی عظمت و عزت ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ برہان ہو ورنہ "ہاتھی کے دانت کھانیکے اور دکھانے کے اور" والی مثال صادق ہے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ اگر دنیا میں بھی کوئی عہدہ درکار ہو تو بغیر سند کے کامیابی ناممکن ہے۔ تو اتنا بڑا دعوےٰ منوانے کیواسطے جس کا دین و دنیا دونوں کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ ایک غیر معمولی اور بیّن برہان کی ضرورت ہے لیکن ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی کوئی بیّن دلیل نہیں ملی۔ جس سے الوہیت مسیح ثابت ہو۔ آج پھر ہم برہان و تمثیل کے قاعدے سے اس مسئلہ عظیم پر روشنی ڈالتے ہیں جس سے انشاء اللہ تعالیٰ واضح ہوگا کہ واقعہ میں ہی یہ دعوےٰ بغیر برہان ہے

بُرہان کیا ہوتا ہے؟

برہان ایسے اقوال کا نام ہے۔ جو یقینیات سے مرکب یقین ہو۔ اس کی تعریف یہ ہے۔ الیقین ھو التصدیق الجازم المطابق للواقع الثابت شرح تہذیب صفحہ ۹۳ ترجمہ یقین وہ تصدیق ہے جو پختہ ہو۔ اور ثابت ہو۔ اُٹھ نہ سکے۔ اور واقع کے مطابق ہو۔

اب تصدیق کے لفظ سے وہم اور شک اور خیال دُور ہوگئے۔ اور جزم یعنی پختگی سے ظن یعنی ظنی باتیں نکل گئیں۔ اور مطابقت کے لفظ سے یعنی ایسا اعتقاد جو واقعہ کے مطابق نہ ہو دور ہوگئے۔ اور ثابت سے تقلیدی باتیں دُور ہوگئیں۔ اب برہان کے معنے تو واضح ہوگئے۔ ایسے قول جو یقینیات سے مرکب ہوں اُن میں شک ظن تقلید کوئی نہ ہو۔ اب اس معیار کے مطابق ہم الوہیت مسیح کے دعوے پر اگر نظر کرتے ہیں تو کوئی برہان نہیں ملتی۔ جو کہ اس دعوےٰ کو ثابت کرے باقی رہا کہ انجیل سے ثابت ہے سو اس کی بابت یہ عرض ہے کہ اوّل تو موجودہ کتاب کا الہامی ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس نگہبانی کسی ایسی ذات کا فرض جو کہ تمام نقائص سے پاک اور علےٰ کل شیءٍ قدیر ہو۔ دوسرے اس کا منحرف و مبدل ہونا اس بات کی دلیل کامل ہے۔ کہ موجودہ انجیل الہامی کتاب نہیں تیرے مسیحی صاحبان کی قلمیں بڑے زور شور سے ثابت کر رہی ہیں۔ کہ موجودہ انجیل الہامی اور غلطیوں سے پاک نہیں۔ ملاحظہ ہو نور افشاں ماہ جون ۲۵ سنہ ۱۹ء میں شائع ہوچکا ہے "انجیل الہامی کتاب ہونے کے ساتھ انسانی بھی ہے۔ جسے محض انسانوں نے لکھا انسانی علم معلومات کے ساتھ لکھا۔ انسانی تجربہ کے ساتھ لکھا انسانوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ لکھا۔ پس لکھنے والے انسانوں کی جسمانی ذہنی۔ علمی۔ اخلاقی روحانی اثرات کا ان کی تحریروں میں نمایاں ہونا لازمی تھا۔" آگے اس سے بڑھ کر دیکھئے۔ نور افشاں ۱۲ جون ۲۵ سنہ ۱۹ء "اُس (یسوع) نے اُن (حواریوں) کو کوئی تحریری انجیل نہیں دی۔ کوئی شریعت عطا نہ فرمائی۔" صاحبان پہلی عبارت سے اور اس سے بھی صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ انجیل نہ تو الہامی ہے۔ نہ یسوع مسیح نے کوئی اپنے حواریوں کو دی۔ اور نہ ہی اس قابل ہے کہ اسپر یقین کامل کیا جائے کیونکہ یہ "لفظ" پس لکھنے والے انسانوں کی جسمانی ذہنی علمی اخلاقی روحانی کمزوریوں کا ان کی تحریروں میں نمایاں ہونا لازمی تھا۔" صاف بتا رہے ہیں۔ کہ اس کتاب یعنی موجودہ انجیل کی تصدیق سے حضرت یسوع مسیح کو خدا ماننا یا منوانا بعید از انصاف ہے۔ صاحبان ذرا غور فرمادیں کہ روزانہ کھانا اس ناقص زندگی کا جو آج ہے۔ اور کل نہیں۔ ضروری چیز ہے۔ اور ہر ایک انسان اس جسمانی پرورش کے لئے کھانیکے متعلق بہت اہتمام سے کام لیتا ہے۔ کہ کھانا ناقص نہ ہو کیا اس زندگی کے واسطے کہ جو ابدی ہے اور دائمی ہے اس کی غذا میں جس قدر احتیاط اور حزم کی ضرورت ہے وہ صاف ظاہر ہے۔

جب دنیاوی کھانیکو تو ایک معمولی بچے کے کہنے پر بھی کہ یہ ٹھیک نہیں۔ چھوڑ دینا اور بھوک کو پسند کرنا اچھا اور از حد مفید سمجھا جاتا ہے۔ تو روحانی کھانے میں مشاہدات اور تجربات اور بڑے بڑے معزز اہل قلم کے ذریعہ سے ثابت کرتا ہے کہ جبتک تسلی نہ ہو اسکو ہرگز نہ کھایا جائے۔ اور نہ کسی کو دعوت دی جائے۔ اے قوم کے معزز لوگو! اور اس دنیا کے دانشمندو۔ ذرا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ خیال فرمائیں کہ اس اتنے بڑے عظیم الشان اور غیر معمولی دعوے کی تصدیق کے واسطے کس قدر ان دلائل کی ضرورت ہے جو تمام نقائص سے پاک اور مبرّہ ہوں لیکن یہاں سوائے ظن کے کچھ وصول ہی نہیں۔

صاحبان اس معیار سے صاف ثابت ہوگیا۔ کہ موجودہ انجیل کے ذریعہ سے الوہیت مسیح کا ثابت کرنا بیفائدہ ہے۔ باقی رہا یہ کہ ہم دیکھیں کہ آیا آپ کا اثر بھی آپ کے حواریوں پر غیر معمولی ہوا جس سے ثابت ہو جائے کہ آپ ابن اللہ تھے۔ کیونکہ آپ کے وجود مبارک سے اُن نبیوں سے جو کہ بنی آدم ہوتے ہیں۔ کہیں بڑھ کر اثر ہوا ہو اور انکو ایک غیر معمولی یقین عطا ہوگیا ہو لیکن ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں۔ تو بھی کوئی ایسا غیر معمولی ثبوت نہیں ملتا۔ جس سے پتہ لگے۔ کہ حضرت یسوع مسیح نے اُن کی ہستی میں ایک محیر العقول تغیر واقع کردیا

KHILAFAT LIBRARY

ہو۔ چنانچہ متی باب ۲۶ آیت ۱۴ سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آپ کا جو اعلےٰ درجہ کا حواری اسقریوطی تھا اُس نے تیس روپے لیکر حضرت یسوع مسیح کو ناپاک لوگوں کے ہاتھوں میں پکڑا یا پھر پطرس جو کہ آپ کے حواریوں میں سے ہی تھا۔ جب یسوع مسیح پکڑے گئے تو اُسے پوچھا تو بھی" اس ناصری مسیح کے ساتھ تھا۔ اُس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر یہاں تک کہ پطرس سے سوال ہوا۔ کہ "بے شک تو اُن میں سے ہے"۔ مگر وہ قسم کھانے لگا۔ کہ "میں اس آدمی کو جس کا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا" مرقس باب ۱۴۔ آیت ۶۸ و ۷۱ (۲)

اب دیکھئے یہ بات بھی واضح ہو گئی۔ کہ آپ کا کوئی گہرا اثر بھی حواریوں پر نہیں ہوا جس سے پتہ لگے۔ کہ آپ اُن نبیوں سے جو کہ ابن آدم ہوتے ہیں۔ کوئی زیادہ وقعت رکھتے تھے۔ پھر آج تک ہمارے مسیحی صاحبان کی قلمیں اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں۔ کہ واقعی میں آپ نے کوئی غیر معمولی تغیر اپنے حواریوں میں نہیں پیدا کیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ نور افشاں ۱۲۔ جون ۱۹۲۵ء

"اُس (یسوع) نے ان (حواریوں) کو کوئی تحریری انجیل نہیں دی کوئی شریعت عطا نہ فرمائی۔ ان کی معجزانہ طور سے کوئی کمزوری دور نہ کی۔ نہ معجزانہ طور سے ان کی علمی و ذہنی و عقلی قوا کو بڑھایا۔ البتہ معمولی طور سے ان کو تعلیم دی۔ اپنے کارہائے عظیم انکو دکھائے۔ اس کی زمینی زندگی کی سختیوں کا اثر اسیقدر اس کے شاگردوں پر ہو سکا۔ کہ وہ اُسے مسیح یقین کر سکے۔ مگر ان کا یہ اعتقاد بھی ان خیالات سے محفوظ نہ تھا۔ جو یہودی قوم میں مسیح موعود کی بابت پھیلے ہوئے تھے۔

یسوع ناصری کے مسیح موعود ہونے کا عقیدہ گو ان کے دلوں میں گھر کر چکا تھا۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یسوع مسیح کی صلیبی موت کے دن تک وہ اپنے اس اعتقاد پر اپنے آپ کو نثار کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوئے تھے۔ بلکہ یسوع مسیح کی صلیبی موت کے ساتھ ان کی تمام امیدیں جاتی رہی تھیں۔ وہ اپنی جانیں بچاتے تھے"۔ لیکن اس کے مقابلے پر اس بابرکت نبی کو دیکھیں (فداہ امی و ابی و فداہ نفوس العالمین) حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوےٰ تو یہ کہ انما انا بشر مثلکم لیکن آپ کے اثر کی کوئی حد ہی نہیں ایک وحشی قوم پر یہ اثر ہوا کہ جنگ کے موقعہ پر اگر کوئی اصحابی حفاظت کے لئے بھی گھر چھوڑا جائے تو وہ غمگین ہو۔ کہ مجھے جان دینے کا موقعہ کیوں نہیں ملا دشمن کا گنتی گننے زیادہ ہونا اور ہتھیاروں سے اور ہر قسم کی سواریوں سے اور سرو سامان سے آراستہ ہونا لیکن غریب چند مسلمان بے سرو سامان لیکن جوش اتنا کہ میں ہی پہلے میدان جنگ میں مروں صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور کا اثر کس قدر بفضل خدا اپنے اصحابہ کرام پر تھا۔ بخوف طوالت ہم ایک چھوٹا سا واقعہ لکھتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے آپ کو پتہ لگیگا۔ کہ کس قدر ان میں محبت تھی۔ چنانچہ ایک شخص عمار جو کہ کفار کا زرخرید غلام تھا۔ وہ آپؐ پر ایمان لے آیا۔ اور اس کے والدین بھی ایمان لے آئے۔ جب کفار کو پتہ لگا۔ تو اُنہوں نے انکو بلا لیا۔ ڈرایا۔ دھمکایا کہ تم نبی کریمؐ کی اطاعت چھوڑ دو۔ لیکن جب وہ اپنے اس کام میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تو عمار کے باپ کو اونٹوں سے جکڑ کر چیر دیا گیا۔ اور عمار کی والدہ رضی اللہ عنہا کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا اور پھر حضرت عمار کو رسیوں سے جکڑ کر دوپہر کے وقت سخت گرم ریت میں لٹا کر اسکے اوپر ایک بھاری پتھر رکھ دیا اور کہا کہ اب نبی کریمؐ کو گالی نکال اس بہادر کے منہ سے اگر کوئی کلمہ نکلتا تھا۔ تو صرف یہی لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صاحبان ذرا غور فرماویں۔ کہ اس سے بڑھ کر سختی اور اس سے بڑھ کر اور کوئی صبر کا درجہ ہے۔

تیسرا معیار تمثیل کا ہے یعنی ایک چیز پر دوسری چیز کا حکم صادر کرنا بوجہ اس وصف کے جو دوسری چیز میں پایا جائے جس کی وجہ سے حکم پہلی پر صادر ہوا۔ یعنی مشبہ بہ کا حکم مشبہ پر کرنا بوجہ مشبہ بہ کے وصف کا مشبہ میں پائے جانے سے مثلاً جیسے یہ کہتے ہیں۔ کہ بھنگ حرام ہے کیونکہ شراب حرام ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا جس وصف سے شراب حرام ہے۔ وہ بھنگ میں بھی ہے سو حرمت شراب سُکر یعنے نشہ ہے۔ جو کہ بھنگ میں موجود ہے۔ تمثیل کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) کہ آیا وہ حکم اصل میں یعنی مشبہ میں ثابت ہے (۲) کہ علت حکم وصف اصل میں اسی طرح ہے۔ جس طرح بیان کی گئی ہے۔ (۳) یہ کہ آیا وہ وصف فرع یعنی مشبہ (جس کو تشبیہ دنا گیا ہو) میں موجود ہے شرح تہذیب نمبر ۹۱۔ یہ تین شرطیں ہیں۔ جو کہ تمثیل میں از حد ضروری ہیں۔ اب ہم اس معیار سے حضرت یسوع مسیح کی الوہیت کو دیکھتے ہیں۔ دعوےٰ یہ ہوتا ہے۔ کہ یسوع مسیح خدا ہیں۔ کیونکہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام عالم کا مالک بھی خدا ہے۔ اب ہم حضرت یسوع مسیح پر وہ وصف چسپاں کر کے دیکھتے ہیں۔ کہ جنکی وجہ سے زمین و آسمان کا مالک خدا کہلاتا ہے۔ خدا قیوم ہے قدوس ہے۔ نیند اونگھ سے پاک ہے۔ اُس کی رحمت غیر محدود ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے وہ علیم ہے غنی ہے۔ یعنی کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اب پہلی شرط یعنی اصل میں مشبہ یعنی خالق ارض و سما میں یہ وصف ہیں سو اس کا ہر ایک انسان کو اقرار ہے۔ شرط اول پوری ہو گئی دوسری کہ آیا اسیطرح ہیں۔ جس طرح بیان ہوئے ہیں سو یہ بھی ثابت شدہ امر ہے۔ کہ اسیطرح سے ہیں۔ اب تیسری یہ کہ آیا فرع (مشبہ) یعنی حضرت یسوع مسیح میں یہ وصف پائے جاتے ہیں۔ یا نہیں۔ سو آپ صاحبان ملاحظہ کر کے خود فیصلہ فرما دیں۔ پہلی صفت قیوم۔ یعنی خود قائم اور دوسروں کو قائم کرنے والا۔ لیکن ادہر ان کی طرف ملاحظہ فرمائیں "تب زبدی کے بیٹوں کی ماں اپنے بیٹوں کو لیکر آئی اور اُسے سجدہ کر کے چاہا۔ کہ اُس سے کچھ عرض کرے۔ اس نے کہا تو کیا چاہتی ہے۔ وہ بولی۔ فرما کہ میرے دونوں بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیرے داہنے اور ایک بائیں بیٹھے۔ یسوع نے جواب دیا میرے دائیں اور میرے بائیں بٹھانا میرے اختیار میں نہیں" (متی باب ۲۰ آیت ۲۰)

دیکھئے صاحبان یہاں آپ نے کس وضاحت سے اپنی بے اختیاری کا ثبوت دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت غیر محدود ہے۔ لیکن آپ کی محدود ملاحظہ ہو۔ متی باب ۱۵ آیت ۲۱ تا ۲۶ پھر یسوع وہاں سے نکلکر صور صیدا کے علاقہ کو روانہ ہوا اور دیکھو ایک کنعانی عورت اُن سرحدوں سے نکلی اور

KHILAFAT LIBRARY

پکار کر کہا۔ کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر ایک بدروح میری بیٹی کو بری طرح ستاتی ہے۔ مگر اُس (یسوع) نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور اس کے شاگردوں نے پاس آکر اُس سے عرض کی کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اُس نے . . . . . جواب دیا۔ کہ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا مگر اسنے آکر سجدہ کیا۔ اور کہا۔ اے خداوند میری مدد کر اُسنے جواب دیا۔ کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو ڈالدینی اچھی نہیں۔ ایک صفت خدا تعالیٰ کی علیم ہے یعنی عالم الغیب ہے۔ لیکن یسوع مسیح نہیں ملاحظہ ہو مرقس باب ۱۳- آیت ۳۲- لیکن اُسدن یا اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر باپ۔ خدا تعالیٰ نیند سے پاک ہے۔ لیکن یسوع مسیح نہیں۔ ملاحظہ ہو۔ متی باب ۸ آیت ۲۳-۲۴-۲۵ ایکدن ایسا ہوا کہ وہ اور اس کے شاگرد ناؤ پر چڑھے اور اُن سے کہا۔ کہ آؤ جھیل کے پار چلیں تب وہ نیچلے پر جب ناؤ چلی اور وہ سو گیا۔ اور جھیل پر بڑی آندھی آئی اور ناؤ پانی سے بھرنے لگی۔ اور وہ خطرے میں پڑے۔ تب وہ اسکے پاس آئے اور وہ سوتا تھا اور اُسے جگا کے کہا۔ یہاں سے بھی واضح ہے کہ یسوع مسیح سو کر بالکل بے خبر تھے۔

خدا تعالیٰ قادر ہے۔ لیکن حضرت یسوع مسیح نہیں ملاحظہ ہو یوحنا باب ۵ آیت ۳۰۔ میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے۔ کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔ یہاں سے پتہ لگا کہ حضرت یسوع مسیح قادر نہ تھے۔ خدا تعالیٰ غنی ہے۔ لیکن یسوع مسیح محتاج ملاحظہ ہو۔ مرقس باب ۱۵- آیت ۳۳-۳۴ جب دو پہر ہو گئی تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا۔ اور تیسرے پہر تک رہا۔ اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوہی الوہی۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ صاف پتہ لگا۔ کہ حضرت یسوع مسیح محتاج تھے۔ صاحبان مختصر کرنے کے لئے سات وصف مشبہ یعنی خالق ارض وسما میں بتلائے تھے۔ جن کی وجہ سے اس کو خدا کہلانے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے مقابل حضرت یسوع مسیح میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں جس سے بلا روک ٹوک نتیجہ نکلا کہ یسوع مسیح خدا نہیں کیونکہ تیسری شرط تمثیل کی ہرگز پوری نہیں ہوسکی جسکے پوری ہونے سے حضرت یسوع مسیح کی خدائی ثابت ہوتی تھی۔ یہ ہم پہلے بھی بتا آئے ہیں۔ کہ جب تک مشبہ وصف مشبہ سے موصوف رہے۔ تبھی تک حکم ثابت اگر وصف باطل تو حکم بھی باطل۔

واضح رہے یعنی البنج حرام مادام السکر فیہ اذا زال عنہ لا اسکای زال عنہ الحرمۃ شرح تہذیب صفحہ ۹۲ یعنی بھنگ تب تک حرام جب تک اس میں نشہ موجود اگر وہ زائل تو حرمت بھی زائل گویا کہ وصف لازم حکم ملزوم چونکہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی خود بخود ہو جایا کرتی ہے۔ پس جب حضرت یسوع مسیح اوصاف خالق ارض سما سے خالی ثابت ہوئے۔ تو الوہیت کا خود بخود جھگڑا اُٹھ گیا اب میں ایک خفیف سی غلطی کا ازالہ کرتے ہوئے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ

اگر کوئی بائیبل سے بیخبر دوست یہ کہے کہ ابن یا بیٹا یا فرزند کا لفظ جو حضرت یسوع مسیح کے حق میں آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ خدا تھے۔ ہم نہایت انکساری سے اس کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ ابن یا فرزند کا لفظ یسوع مسیح کی شان میں نہیں آیا۔ بلکہ اوروں کی بابت بھی آیا ہے۔ اگر کوئی ایسی بے جا تاویل کرنے کی کوشش کرے تب بھی حضرت یسوع مسیح خدا نہیں ٹھیرتے چنانچہ ملاحظہ ہو یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۹ میں پانیوں کی نہروں کے کناروں پر ایک برابر راہ سے جس میں وہ ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ اُنہیں لے چلوں گا۔ کیونکہ میں اسرائیل کا باپ ہوں۔ اور ابراہیم یہ اپلوٹھا بیٹا ہے۔ آگے زبور ۲ آیت ۷ میں حکم کو آشکارہ کروں گا۔ کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا۔ تو میرا بیٹا ہے۔ میں آج کے دن تیرا باپ آگے ملاحظہ ہو رومیوں باب ۸ آیت ۱۴-۱۵ اس لئے کہ جتنے روح خدا کی ہدایت پر چلتے ہیں وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جو احکام الٰہی پر پابند ہوں انہی کو بائبل میں بیٹا یا فرزند کہا گیا ہے جیسا کہ نافرمانوں کو شیطان کا بیٹا کہا گیا ہے۔ یوحنا باب ۸ آیت ۴۴۔ اسلئے کہ تم میرا کلام نہیں سن سکتے تم اپنے باپ ابلیس سے ہو۔

پس صاف ثابت ہو گیا۔ کہ ایسے الفاظ یعنی ابن فرزند وغیرہ سے حضرت یسوع مسیح کی الوہیت ثابت کرنی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت یسوع مسیح تمام ابن آدم کی طرح حوائج ضروریہ کے محتاج تھے۔ اور جس میں یہ اوصاف پائے جائیں وہ انسان ہوتا ہے۔ پس نتیجہ نکلا کہ حضرت یسوع مسیح انسان تھے

ادنیٰ خادم عبداللہ خاں طالبعلم احمدیہ کالج قادیان

اعلان

جملہ انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں بذریعہ اعلان اخبار الفضل مورخہ ۱۱/۱/۲۹ عرض کیگئی تھی۔ کہ وہ مجلس مشاورۃ ۱۹۲۹ء کے لئے اپنے اپنے نمایندوں کا انتخاب کرکے خاکسار کو جلد سے جلد مطلع کر دیں لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک بہت کم جماعتوں کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔

لہذا بطور یاد دہانی مکرر عرض ہے کہ برائے مہربانی بہت جلد اپنے اپنے نمایندے منتخب کرکے ان کے اسمائے گرامی سے خاکسار کو مطلع فرما دیں۔ نیز منتخبہ نمایندگان مشاورۃ کے موقعہ کیلئے سوالات اور ایجنڈا کیلئے جو تجاویز

اگر کوئی کہے کہ اس لڑکی کو شفا بعد میں دیدی تو اس سے یہ ثابت نہیں کہ آپ رحمۃ للعالمین یا خدا تھے۔ اسکی بار بار اصرار کرنے پر اگر صحت دیدی تو اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی گھر کو آرہا ہو۔ ایک فقیر اسکے پیچھے پڑ جائے کبھی باز رکھنا چاہے لیکن وہ باز نہ آئے۔ آخر وہ شخص مجبوراً ایک دو پیسے دیدے اب اس سے یہ تو ثابت نہیں کہ وہ کمائی ہی فقیروں کے لئے کیا کرتا ہے۔ یا فقیروں کی پرورش اسپر لازمی ہے۔ بلکہ یہ تو اتفاقی امر ہے نہ کہ لازمی۔

بھیجنا چاہیں۔ یکم مارچ ۱۹۲۹ء تک روانہ فرمادیں تاکہ ایجنڈا بآسانی بروقت تیار کر کے طبع کرایا جاسکے۔ والسلام

سیکرٹری مجلس مشاورۃ

KHILAFAT LIBRARY

اعلان

(۱) جن دوستوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو اور بفضلہ تعالےٰ اس وقت زندہ ہوں براہِ مہربانی وہ اپنے نام اس تفصیل کے ساتھ تحریر فرماکر خاکسار کے پاس بھیجدیں۔

نمبر شمار ۔ نام معہ مفصل پتہ ۔ تاریخ بیعت ۔ اس وقت عمر کسقدر ہے ۔ ان کا تعلق قادیان کی جماعت سے ہے یا لاہوری جماعت سے؟

(۲) دوست اپنے جماعت کے لوگوں کی ایک فہرست بناکر خاکسار کے پاس بھیجدیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ اور اب فوت ہوچکے ہیں۔ اس تفصیل کے ساتھ۔

نمبر شمار ۔ نام معہ سکونت وغیرہ ۔ تاریخ بیعت ۔ تاریخ وفات ۔ عمر بوقت وفات ۔ کس جگہ دفن ہوئے ۔ ان کا تعلق قادیان کی جماعت سے تھا یا لاہوری جماعت سے۔ میرا پتہ یہ ہے۔

حبیب الرحمٰن احمدی۔ موضع حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ ضلع جالندھر

اعلان ضروری

سب احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ سب سے اہم کام جماعت کی اندرونی تربیت ہے۔ تربیت کی کمزوری بعض اوقات انسان کو خطرناک طور پر نیچے کیطرف لے جاتی ہیں۔ اور اس کا اثر نہ صرف نفس انسان پر ہی پڑتا ہے۔ بلکہ ایسے لوگ جو متلاشیان حق ہوتے ہیں۔ بعض اوقات برا نمونہ دیکھ کر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اسلئے ہر ایک جگہ جماعت کی تربیت کی نگرانی نہایت ضروری ہے۔ اور اس غرض کیلئے سلسلہ کیطرف سے سیکرٹریان تربیت کا تقرر عمل میں لایا گیا تھا۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ عموماً سیکرٹریان اپنے فرائض کو پورے طور سے سرانجام نہیں دیتے (الا ماشاء اللہ) اور بعض اوقات وہ اس حد تک بے پرواہی برت لیتے ہیں۔ کہ کئی کئی ماہ تک دفتر کو اپنی رپورٹ سے محروم رکھتے ہیں۔ جس سے عام کام میں ہی نہیں۔ بلکہ تمام سلسلہ پر برا اثر پڑتا ہے۔ اسلئے میں ان تمام حضرات کیخدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنی رپورٹیں مرتب کر کے دفتر نظارت تعلیم و تربیت میں ارسال فرمادیں۔ اور آئندہ کیلئے اپنی جان پر عہد کرلیں۔ کہ وہ اس خدمت کو باقاعدگی سے سرانجام دیتے رہینگے۔

اس اعلان کو سرسری نظر سے پڑھ کر چھوڑ نہ دیا جائے۔ کیونکہ یہ سلسلہ کی ایک نہایت اہم ضرورت کے متعلق اعلان ہے۔ نیز میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ جہاں جہاں ابھی تک سیکرٹریان تعلیم و تربیت مقرر نہیں ہوئے۔ وہاں فوراً انتخاب کر کے دفتر ناظر صاحب تعلیم و تربیت کو اطلاع دے کر مشکور فرمادیں۔ والسلام

شیخ محمود احمد مصری۔ انسپکٹر تربیت

تبلیغ کیلئے بہترین کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت } آریوں میں تبلیغ کیلئے بے نظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے

(۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال قتال کی خطرناک تعلیم (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے۔ (۱۱) تناسخ کا بودہ پن (۱۲) پنڈت دیانند کا ستیارتھ پرکاش اصلی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں خدمی کا دروازہ بند (۱۴) آریہ سماج ایک مذہبی سوسائٹی ہے یا ایک سیاسی گروہ وغیرہ وغیرہ گویا آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھدیا گیا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت ۔ یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آجتک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اسلام کے نسبتاً زیادہ قریب ہیں۔ اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں

(۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تسلیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور بامنے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادتیں وغیرہ گویا ہندوؤں کے کل گرنتھ جو ہزارہا اوراق پر مشتمل ہیں اور آجتک مسلمانوں کے کانوں تک ان گرنتھوں میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک نہ پڑی تھی۔ اس کتاب میں ان سب کا نچوڑ نکال کر رکھدیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے

سکھ اور مسلمان } ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گذشتہ سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور اب دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا ہے۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ سکھوں و ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی چھ آنے (۶/)

ملنے کا پتہ

مینجر نور بکڈپو قادیان ضلع گورداسپور

KHILAFAT LIBRARY

(رجسٹرڈ از گورنمنٹ عالیہ)

اکسیر البدن

یہ اسم بامسمّیٰ دوا جملہ دماغی اور بدنی کمزوریوں کا ایک ہی علاج ہے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان اس کے استعمال سے از سر نو زندگی بحال کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر دنیا میں لطف زندگی سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت

جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان کے سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ مجھے کمزوری کی شکایت تھی یہانتک کہ اٹھنے بیٹھنے سے سخت لاچار تھا آپ کی دوا اکسیر البدن سے میری صحت اچھی ہو گئی ہے۔ واقعی یہ دوا مقوی جسم و اعصاب و دماغ دباہ ہے

(رجسٹرڈ از گورنمنٹ عالیہ)

موتی سرمہ

ضعف بصر، ککرے، خارش چشم، جلن، پکبال، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جسیر ڈاکٹر شیفٹہ اور حکیم فریفتہ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامع احمدیہ و ناظم مقبرہ بہشتی کی شہادت آپ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپکے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی اور ان کی نظر بچپن کے زمانہ کیطرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی اسپر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدون آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیلئے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ ان کو ضرور شائع کر دیں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔

(رجسٹرڈ)

موتی دانت پوڈر

ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ منجملہ دیگر جملہ امراض کا گھر یہ منجن نہ صرف یہی کہ آپکے دانتوں کو موتیوں کیطرح چمکا کر پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کیطرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دندان سے نجات دیگا قیمت فی شیشی ایکروپیہ محصولڈاک علاوہ

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت۔ جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ کہ میں نے موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑھوں کے عوارض کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔

ست سلاجیت خالص

خون پیدا کرتی ہے قوت جسمانی کو بڑھاتی ابتدائی سل و دق دمہ کھانسی ریزش کمزوری سینہ کو دفع کرتی ہے گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط اور درد کمر کو دور کرتی ہے دماغ کو طاقت دیتی اور درد چوٹ کو موقوف کرتی ہے مرد و عورت بوڑھے جوان بچے کیلئے یکساں مفید اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ بارہ آنے محصولڈاک علاوہ

جناب مرزا محسن بیگ صاحب نقشہ نویس بھٹنڈہ سے تحریر فرماتے ہیں آپ کی ارسال کردہ ست سلاجیت بہت مفید ثابت ہوئی دو چھٹانک اور بھیجدیجئے۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کیطرح انسان کی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔

کمزوری معدہ۔ چہرہ زرد طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ اکسیر جریان اس نامراد مرض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ

راحت بخش سفوف

یہ مجرب اور لاجواب سفوف ہے جو اپنے حیرت انگیز کرشموں کی بدولت چاروں اطراف سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ کئی گھرانے خدا کے فضل اور اسکے کرشمۂ مسیحائی کی بدولت اولاد کی بے بہا دولت سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اولاد کے خواہشمند ایکبار ضرور اسے استعمال کریں۔ قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: مینجر نور ایجنسیز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب